جناب جاوید احمد غامدی صاحب کی امتیازی شخصیت

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

اور فکری وعملی خصائص

مجلّہ صفدر ''فتنۂ غامدی نمبر، جلد اول، اشاعت: شعبان ورمضان ۱۴۳۶ھ مطابق جون ۲۰۱۵ء وصولی کی اطلاع اور مختصر یا طویل تبصرے کی فرمائش کے ساتھ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ ادارۂ صفدر کے ذمہ داران کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

''مجلّہ صفدر کا فتنۂ غامدی نمبر'' وصول پاکر کسی حد تک مطالعہ کی کوشش بھی کی، بالخصوص اکابر امت کی تحریرات وتأثرات کا بغور مطالعہ کیا جس سے جناب جاوید احمد غامدی صاحب کی سوچ وفکر، دائرہ عمل، استدلال وطرزِ استدلال، ترجیحات واہداف اور طرقہائے واردات کے بارے میں خاطر خواہ معلومات حاصل ہوئیں، نیز غامدی صاحب کی امتیازی شخصیت اور فکری وعملی خصائص کے بارے میں معلومات افزا مواد بھی یکجا پایا جو موجودہ فکری طغیانی میں مفید کاوش ہے۔

''مجلّہ صفدر'' کے ''غامدی نمبر'' کے مطالعہ سے جناب غامدی صاحب کے جو خصائص و امتیازات ارتجالاً ذہن نشین ہوئے وہ درج ذیل ہیں:

☆:..... غامدی صاحب انتہائی بے باک شخصیت کے مالک ہیں، اپنی فکر و دانش کے پرچار میں کسی چھوٹی بڑی ہستی سے مرعوب ومتأثر نہیں ہوتے، وہ جو کچھ جب کبھی جیسا کیسا کہنا چاہیں اپنے سامنے کسی چھوٹی بڑی رکاوٹ کی پرواہ نہیں کرتے، ہر تنگ و پرخطر گھاٹی سے بے خوف وخطر گزر جاتے ہیں۔ یہ طرزِ فکر وعمل آنحضور کی اس حریتِ فکر وعمل کا نتیجہ ہے جس سے سنت واجتماعیت کے دائروں میں محبوس لوگ آج تک محروم رہے ہیں۔ اس فکری پرواز اور عملی کمال کو تنگ نظر اور دقیانوسیت کا شکار طبقہ بے سند اور بے بنیاد بھی قرار دیتا ہے، یہ ان تنگ نظر لوگوں کی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے، ورنہ یہ فکر وعمل اپنی تاریخی حیثیت وسند کی حامل ہے، یہ فکر جس تاریخی وسندی تسلسل کی کڑی ہے، وہ فکر ہر دور میں موجود تھی اور زندہ رہی ہے، گو کہ اُسے موقع بموقع نام تبدیل کرنے کی حاجت رہی ہے، کیوں کہ ناانصاف، روایتی جمود زدہ طبقہ ہمیشہ

صاحب امت O کو اس مولویانہ پروپیگنڈے سے نجات دلانے کے لیے غلام احمد پرویز اور اختر کاشمیری سے بڑھ کر محنت فرمارہے ہیں۔اس حوالے سے وہ حدیثوں کے قابل حجت ہونے اور نہ ہونے کے لیے پہلے اخبارآحاد اور متواترات کی تقسیم کو تسلیم کرتے ہیں، پھرآحاد پر ردوقدح کر کے ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہیں، پھر متواترات کی تعداد اور گنتی میں اتنے بخل سے کام لیتے ہیں کہ چند محدود روایات کے ا [ء کے ساتھ بآسانی اپنا دامن جھاڑتے ہوئے لاکھوں کے ذخیرۂ حدیث کو مہمل، بے کار اور لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں قرار دیتے ہیں، یوں امت کی آسانی کا بڑا سامان فراہم کرنے کی کوشش کررہے ہیں، گویا کہ غامدی صاحب کی خدمتِ دین کے نتیجے میں سوائے چند روایات کے امت O ہر قسم کے بوجھ سے آزادی پانے جارہی ہے،اس پر e ادامت O کو دین فہمی کے لیے براہ راست قرآن کریم تھما دینے کی خدمت بھی انجام دے رہے ہیں،اب قرآن فہمی میں اگر آپ کو دشواری پیش آئے، تناقضات وتعارضات کا سامنا ہو یا پھر ا ^ ط واستخراج کی نوبت آئے تو پھر کیا کریں گے؟ تو اس کا حل غامدی صاحب نے ہر انسان کی عقل کو ٹھہرا دیا ہے، چنانچہ قرآن سے جس نے جو سمجھا وہی $ منشأ خداوندی ہے۔مولویانہ سوچ اسے انکارحدیث سے تعبیر کرتی ہے،مگر حقیقت میں یہ وہی ''جذبۂ قرآن فہمی'' ہے جو''إن الحکم إلا للّٰہ'' کے علمبرداروں سے لے کر سرسید احمد خان اور غلام احمد پرویز تک اپنا سندی تسلسل رکھتا ہے۔

غامدی صاحب نے امت کے سر سے حدیثوں کا بوجھ ہٹانے کے ساتھ ساتھ مزید کرم یہ بھی فرمایا کہ حدیثوں کو تعارض، ü سند اور عدم ثبوت کی وجہ سے ترک کردینے والوں کو ماضی سے شناسائی کے لیے تاریخی روایات کا سہارا لینے کا عملی درس دے رکھا ہے، چنانچہ جو امور fi الاسناد حدیثوں کے محتاج ہوں انہیں رد کردیں، اور جہاں ضرورت پڑے تو دینی واجتہادی ضروریات کے تحت سند کا Ø کیے بغیر تاریخی روایات کا سہارا لے لیا جائے۔غامدی صاحب کی یہ وہ نادر خدمت اور انوکھا کارنامہ ہے جس نے مسلمانوں کے سر سے دین کا اچھا خاصا بوجھ اتار کے رکھ دیا ہے، ناانصاف لوگ غامدی صاحب کی ان خدمات کا اعتراف کرنے کی بجائے انہیں دین سے آزادی کا علمبردار قرار دیتے ہیں۔

☆:..... غامدی صاحب کا امت O پر ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ انہوں نے دین پر سند، رجال اور مخصوص شخصیات کی اجارہ داری کو ختم کرنے کی فکر فراہم کی ہے، انہوں نے دین کی تعبیر، تفہیم اور تشریح کو سند و رجال کی جکڑن اور ائمہ کی اجارہ داری سے آزاد کرا کے گلی کوچے کے کھلنڈر نوجوانوں کو بھی مقام اجتہاد تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔روایت وقدامت کے کنویں میں بند لوگوں کو یہ کارنامہ نظر نہیں آتا اور وہ اُسے دین سے برگشتہ ہونے کے مترادف قرار دیتے ہیں اور جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ دین کے لیے سند اور سند کے لیے رجال اور رجال کے قابل اعتبار ہونے کے لیے مرتبۂ امامت و پیشوائی ضروری ہے۔قدامت پسند طبقہ کا یہ استدلال انسانی سوچوں پر پہرے داری کے

مترادف ہے، اس لیے غامدی صاحب انسانی حقوق کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ غامدی صاحب کو بھی چاہیے کہ وہ کم از کم یہاں پر کسر نفسی کے بجائے کھل کر اپنے اس کمال کا اظہار فرمائیں، یہ ایسے ہی ضروری ہے جیسے وہ عربیت وعلمیت اور فہم وذکاء کا اظہار فرماتے رہتے ہیں۔

☆:..... غامدی صاحب کا ایک اور انفرادی امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنی بات کے لیے بڑی نسبت کے لوگوں کی اولاد کی زبان وقلم کو بڑی مہارت سے استعمال کرنے کا ہنر رکھتے ہیں، بالخصوص ان بزرگوں کی اولاد کو (دقیانوس حضرات کے بقول) اپنے تزویراتی اہداف کے لیے آلہ کار بناتے ہیں جنہوں نے کفر وشرک، الحاد وزندقہ اور ابتداع وانحراف کے خلاف کام کرتے ہوئے زندگیاں گزاری ہوں۔ ایسے صاحبزادگان کو اپنے دام تزویر میں لانے سے انہیں بیک وقت دو فائدے حاصل ہوجاتے ہیں، ایک فائدہ یہ حاصل کیا جاتا ہے کہ ایسے صاحبزادگان کے دینی پس منظر کو اپنے ''بد دین منظر نامہ'' کے لیے ڈھال بنایا جاسکے اور دوسرا فائدہ یہ کہ ایسے صاحبزادگان کے نسبی آباء واجداد نے غامدی صاحب کے روحانی آباء واجداد کے خلاف جو کچھ کہا اور لکھا تھا اس کا انتقام لیا جاسکے۔

ظاہر ہے کہ ایسی مہارتوں، کمالات، خصائص وامتیازات کی حامل شخصیت کے ساتھ علماء دین کا رقیبانہ ومعاصرانہ تناؤ ایک فطری امر ہے۔ اسی فطری امر کی بجا آوری کا کام ''مجلّہ صفدر'' کے کارپرداز احباب دے رہے ہیں۔ مختلف اہل علم کی طویل ومختصر تحریرات اور محقق ومدلل مضامین ومقالات ''مجلّہ صفدر'' کا حصہ ہیں، یہ کاوش اس وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ امید ہے کہ ''مجلّہ صفدر'' کی یہ کاوش ''ندین'' کو ''دین'' سے الگ کرنے کا اعزاز پائے گی، ان شاء اللہ!

باقی آخر میں مجلّہ صفدر کے احباب کی خدمت میں یہ ''خیر خواہانہ گزارش'' بھی کرتا چلوں کہ اپنے روایتی وفکری ''تصلب'' کو ''تعصب'' کی چھینٹوں سے بچائے رکھنا دین کا تقاضہ اور ہمارے اسلاف کا شعار رہے۔